بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مُرُوۡا اَبَا بَکۡرٍ فَلۡیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے

(بخاری حدیث: ۶۷۸، مسلم ۹۴۸)

امام الامۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

خَیۡرُ النَّاسِ بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ اَبُوۡبَکۡرٍ وَخَیۡرُ النَّاسِ بَعۡدَ اَبِیۡ بَکۡرٍ عُمَرُ

رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں

(ابنِ ابی شیبہ: جلد ۸ صفحہ ۵۷۴، مسند احمد: ۸۳۶، ابن ماجہ: ۱۰۶)

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0301-6002250 -- 0303-4367413

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

فہرست مضامین

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيۡبِ اللّٰهِ

صحابہِ کرام کے الگ الگ خصائص

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہِ کرام اور اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کو مختلف شانیں عطا فرمائی ہیں۔ان میں سے کسی ایک کے حالات اور کمالات کا مطالعہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔لیکن جب مختلف صحابہ کا یکبارگی مطالبہ کیا جائے تو صورتِ حال کچھ اس طرح سامنے آتی ہے۔

☆۔ حضرت زید بن حارثہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن میں بیان ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَمَّا قَضٰى زَيۡدٌ مِّنۡهَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰكَهَا (الاحزاب:۳۷)۔

☆۔ اس امت میں سب سے پہلے تیرانداز سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں (بخاری:۴۳۲۶)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے سعد کے علاوہ کسی کیلئے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ: تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں (بخاری:۲۹۰۵، مسلم:۶۲۳۳)۔

نبی کریم ﷺ مدینہ شریف پہنچے تو فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح آدمی ہوتا جو رات کو میرا پہرا دیتا، آپ ﷺ نے اسلحہ کی آواز سنی تو پوچھا کون ہے؟ عرض کیا سعد بن ابی وقاص ہوں، آپ کا پہرا دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، نبی کریم ﷺ سو گئے (بخاری حدیث: ۲۸۸۵، مسلم حدیث:۶۲۳۰)۔

☆۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے غزوہ بیر معونہ میں شہادت پائی، آپ پہلے شہید ہیں کہ اپنے زخم کا خون ہاتھ میں لیکر اپنے چہرے پر ڈالا اور فرمایا: فُزۡتُ وَرَبِّ الۡكَعۡبَةِ یعنی ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا (بخاری:۴۰۹۲)۔

☆۔ جنگِ بدر میں عبیدہ بن سعید لوہے کے لباس میں ملبوس ہو کر میدان میں اترا۔سیدنا زبیر بن عوام نے اسے پچھاڑا اور اس پر سوار ہو گئے اسکی آنکھ میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔وہ

(یادگار) نیزہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر سے مانگ لیا۔ پھر وہ نیزہ خلفاء راشدین کے پاس اور پھر عبداللہ بن زبیر کے پاس رہا رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۹۹۸)۔

☆۔ حضرت زبیر بن عوام پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)۔ آپ وہ عظیم مجاہد ہیں جن کا ہر عضو جہاد میں زخمی ہوا (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)۔

☆۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے والے تیر کو اپنے ہاتھ پر لیا اور ان کا وہ ہاتھ ساری زندگی کیلئے شل ہو گیا (بخاری: ۳۷۲۴)۔

☆۔ جنگِ احد میں جب لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے بکھر گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک ڈھال سے نبی کریم ﷺ کا دفاع کر رہے تھے، آپ نہایت زبردست تیر انداز تھے، آپ نے اس دن تین کمانیں توڑ دیں۔ جب کوئی آدمی تیروں کی تھیلی لیکر وہاں سے گزرتا تو نبی کریم ﷺ اسے فرماتے: انہیں ابو طلحہ کے پاس بکھیر دو، جب نبی کریم ﷺ نے سر مبارک اوپر اٹھا کر کفار کی فوج کو دیکھنا چاہا تو عرض کرنے لگے: میرے ماں باپ فدا سر نیچے کریں، دشمن کا کوئی تیر نہ لگ جائے، آپ کی گردن پر میری گردن قربان نَحْرِی دُونَ نَحْرِکَ (بخاری حدیث: ۴۰۶۴)۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے غزوہِ حنین میں بیس (۲۰) کافروں کو قتل کیا (مستدرکِ حاکم: ۵۵۹۰، اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۱۴)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لشکر میں ابو طلحہ کی آواز ہزار آدمیوں کی آواز سے بہتر (یعنی دشمن کے لیے خوفناک) ہے (مستدرکِ حاکم: ۵۵۸۸)۔

☆۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ تمام صحابہ رات بھر اس امید پر رہے کہ شاید یہ عزت مجھے ملے گی۔ وَ کُلُّھُمْ یَرْجُوا اَنْ یُّعْطٰی لیکن اگلے دن نبی کریم ﷺ نے یہ اعزاز سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو دے دیا (بخاری حدیث: ۲۹۴۲، مسلم: ۶۲۲۳)۔

☆۔ اسی طرح جب رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سالار بنایا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی دوسرے کو سالار بنانے کی تجویز دی اس لیے کہ یہ نوجوان

ہیں اوران میں امارت کی اہلیت نہیں ہے۔مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم اس کا والد مجھے سب سے زیادہ پیارا تھااور یہ اپنے والد کے بعد مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اِنْ کَانَ لَاَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ (بخاری حدیث:۳۷۳۰،مسلم حدیث:۶۲۶۵)۔

☆۔ اسی طرح جب نجران کے لوگوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک امانت دار آدمی بھیج دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

میں تمہارے ساتھ امین آدمی بھیجوں گا جیسا کہ امین ہونے کا حق ہے لَاَبْعَثَنَّ مَعَکُمْ رَجُلاً اَمِیْناً حَقَّ اَمِیْنٍ ۔تمام صحابہ کرام نے امید باندھ لی کہ شاید یہ عزت مجھے ملے گی فَاسْتَشْرَفَ لَہٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوعبیداللہ بن جراح کھڑے ہوجاؤ۔ جب وہ کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یہ ہے اس امت کا امین (بخاری حدیث :۴۳۸۰،مسلم حدیث:۶۲۵۴)۔

☆۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام موجود تھے مگر محبوب کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے مصلے پر کھڑا ہوکر نماز پڑھانے کا حکم دیا۔فرمایا:

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ : ابوبکر ایک نرم دل آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ام المومنین نے وہی بات دوہرائی تو فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم یوسف کے زمانے والیاں ہو۔ ابوبکر صدیق کے پاس بلانے والا آیا اور آپ نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی (بخاری حدیث:۶۷۸،مسلم حدیث:۹۴۸)۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے سنا تو فرمایا: لَا لَا لَا لِیُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ لِاَبِیْ قُحَافَۃَ نہیں نہیں نہیں، ابوبکر کو چاہیے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (ابوداؤ: ۴۶۶۱)۔ نیز فرمایا: وَیَاْبَی اللّٰہُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کررہے ہیں (مسلم حدیث:۶۱۸۱)۔

سیدنا علی ﷛ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم ﷺ نے نماز کیلیے ابوبکر صدیق کا انتخاب فرمایا تو میں بھی ادھر ہی موجود تھا غائب نہیں تھا وَاِنِّیْ اُشَاھِدُ وَ مَا اَنَا بِغَائِبٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

آپ نے دیکھا کہ کبھی تو تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ کا انتخاب ہو رہا ہے، کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا اسامہ بن زید کا انتخاب ہو رہا ہے، کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا ابوعبیداللہ بن جراح کا انتخاب ہو رہا ہے اور کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا صدیق اکبر کا انتخاب ہو رہا ہے۔ ہم نے سب کی اکٹھی شان بیان کردی ہے۔

☆۔ ایک حدیث شریف میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف شانوں کا تذکرہ اس طرح موجود ہے:

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ، وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ، وَ اَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ ، وَاَقْضَاھُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ ، وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، اَلَا وَ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْناً وَ اِنَّ اَمِیْنَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی: ۳۷۹۱، ابن ماجہ: ۱۵۴)۔

ترجمہ: میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے، سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے، سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے، حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے، خبردار! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

☆۔ اب ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھیے: سیدنا خالد بن ولید واحد سیف اللہ ہیں جنہوں نے ایک جنگ میں نو تلواریں توڑ دیں (بخاری: ۴۲۶۵)۔ اسلام کی سب سے پہلی شہید خاتون سیدنا عمار بن یاسر کی والدہ سیدہ سُمَیَّہ ہیں (اسد الغابہ جلد ۶ صفحہ ۲۵۴)۔ نبی کریم ﷺ کی دو شہزادیوں کا نکاح صرف سیدنا عثمان غنی سے ہوا (ابن ماجہ: ۱۱۰، مستدرک حاکم: ۷۰۱۱)۔ نبی کریم ﷺ کی چار شہزادیاں ہیں مگر جنتی عورتوں کی سردار ہونے کا شرف سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

عنہا کو حاصل ہے (بخاری:۳۶۲۴)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی بوڑھوں کے سردار سیدنا ابوبکر وعمر ہیں (ترمذی:۳۶۶۶)۔ اور فرمایا: جنتی نوجوانوں کے سردار سیدنا حسن وحسین ہیں (ترمذی:۳۷۶۸)۔ مواخاتِ مدینہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ کو اپنا بھائی قرار دیا (ترمذی:۳۷۲۰)۔ ازواجِ مطہرات میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں (بخاری:۳۷۷۵)۔ نبی کریم ﷺ نے جب وصال فرمایا تو آپ ﷺ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک پر ٹیک لگائے ہوئے تھے (بخاری:۴۴۴۶)۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو حِبـرُ الْاُمَّةِ کا لقب دیا یعنی اس امت کا عالم (مستدرکِ حاکم:۶۳۹۰)۔ سیدنا حذیفہ رسول اللہ ﷺ کے رازدان ہیں جس راز کو انکے سواء کوئی نہیں جانتا (بخاری:۳۷۶۱)۔ سیدنا ابوہریرہ کو حافظہ عطا ہوا (بخاری:۱۱۸)۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود کا لقب صاحب النعلین ہے (بخاری:۳۷۴۲)۔ سیدنا انس بن مالک خادم الرسول ہیں (بخاری:۶۲۳۸)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہے۔ سمندر پار سب سے پہلے سیدنا امیر معاویہ نے جہاد کیا (بخاری:۲۹۲۴، ۲۷۸۸)۔

مختلف صحابہ نے مختلف گستاخوں کو قتل کیا، کعب بن اشرف کو سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا (بخاری:۲۵۱۰، مسلم:۴۶۶۴)، ابو رافع یہودی کو سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے قتل کیا (بخاری:۳۰۲۲)، ابنِ خطل کو سیدنا سعید بن حریث رضی اللہ عنہ نے قتل کیا جبکہ وہ کعبہ کے پردہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا (ابن ابی شیبہ:۸/۵۳۵، نسائی:۴۰۶۷)۔

مختلف جنگوں میں مختلف صحابہ نے اسلامی پرچم اٹھایا، غزوہِ موتہ میں سب سے پہلے حضرت زید نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہوگئے، پھر حضرت جعفر نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہوگئے، پھر ابن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہوگئے اور سب سے آخر میں حضرت خالد سیف اللہ نے جھنڈا پکڑا حتیٰ کہ اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی (بخاری حدیث: ۴۲۶۲)، غزوہ تبوک میں پرچم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا (اسد الغابہ۳/۲۴۱)۔ فتح خیبر کے موقع پر پرچم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی (بخاری:۲۹۴۲، مسلم:۶۲۲۳)۔ فتح مکہ کے

دن انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ اور نبی کریم ﷺ کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھ میں تھا (بخاری حدیث:۴۲۸۰)۔رضی اللہ عنہم اجمعین

اچھی طرح واضح ہوا کہ گلستانِ مصطفیٰ کے ہر پھول کی الگ رنگت ہے اور الگ خوشبو ہے اور کوئی بھی اپنے محبوب ﷺ کی خصوصی عنایت سے خالی نہیں۔

☆۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علی (رضی اللہ عنہ) میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی انکی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔ جب کہ ان کی تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں: لَقَدْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَنْقِبَةً لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (طبرانی اوسط:۸۴۳۲)۔

☆۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ۱۲ شانیں ایسی حاصل ہیں جو اس امت میں کسی کو حاصل نہیں۔

☆۔ اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چالیس سے زائد شانیں ایسی حاصل ہیں جو اس امت میں کسی کے پاس نہیں۔

☆۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ شانیں ایسی حاصل ہیں جو اس امت میں کسی کو حاصل نہیں۔ کئی آیات میں سے صرف تین آیات اور تقریباً ساٹھ (۶۰) احادیث پیشِ خدمت ہیں، ان میں سے بعض آیات اور احادیث میں ضمناً بیشمار خصوصیات موجود ہیں اور خصائص کی مجموعی تعداد اسی (۸۰) سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ اپنی آنکھوں سے پڑھیے، دماغ سے سوچیے اور دل میں اتاریے!

☆......☆......☆

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص

(۱)۔ قرآن آپ کو ثانی اثنین کہتا ہے، فرمایا:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ یعنی اگر تم لوگوں نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ انکی مدد فرما چکا جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا، اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے صحابی سے فرما رہے تھے غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے اس پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی (توبہ: ۴۰)۔

اس آیت کا ایک ایک لفظ صدیقی مناقب اور خصائص سے لبریز ہے: نَصَرَهُ اللّٰه میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے کی گئی مدد کا ذکر ہے، ثَانِيَ اثْنَيْنِ میں خلیل کی خلوت کا عروج، غار کی تنہائی میں إِذْ هُمَا کا وصل جسے دیکھ کر مفسرین کی قوتِ ممیّزہ جواب دے گئی کہ اَحد کون ہے اور ثانی کون ہے، صَاحِبِهِ کی اضافت میں اَسرىٰ بِعَبْدِهِ کا عکس، لَا تَحْزَنْ کی حوصلہ افزائیاں اور إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں معیت کی رعنائیاں سمجھنے کے لیے مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کی جیسی بصیرت چاہیے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰهَ ذَمَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَمَدَحَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اِلَّا تَنْصُرُوهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اِلَّا تَنْصُرُوهُ کے الفاظ میں تمام لوگوں کی مذمت کی ہے اور ابوبکر کی مدح کی ہے (ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۲۹۱، درِ منثور ۳/ ۴۵۵، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔ یہی بات حضرت سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں: عَاتَبَ اللّٰهُ جَمِيعَ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرَ اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ (نوادر الاصول: ۱۰۷۶، درِ منثور ۳/ ۴۵۶، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔ یہی بات امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے عَاتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَهْلَ الْاَرْضِ جَمِيعاً فِي هٰذِهِ الْآيَةِ غَيْرَ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ (بغوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)۔ یہی بات حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : خَرَجَ

اَبُوبَکْرٍ بِھٰذِہِ الآیَۃِ مِنَ الْمُعَاتَبَۃِ الَّتِی فِی قَولِہٖ:اِلَّا تَنْصُرُوْہُ (قرطبی جلد۸صفحہ۱۳۱)۔

اللہ کے محبوب ﷺ کے وصال کے بعد انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا۔سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا: کون ہے جس میں یہ تین خوبیاں ہوں؟ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ یہ دونوں کون ہیں؟ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ یہ دونوں کون ہیں؟ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یہ دونوں کون ہیں؟ یہ سن کر سب نے حسین وجمیل طریقے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی (السنن الکبریٰ للنسائی:۱۱۲۱۹،نوادرالاصول:۱۰۷۷)۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے لَا تَحْزَنْ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہہ کر انتہاء کردی کہ: فَثَبَتَ اَنَّهٗ عِنْدَ النَّبِی ﷺ بِمَنْزِلَتِهٖ عِنْدَ رَبِّهٖ جَلَّ شَانُهٗ یعنی ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وہی مقام ومرتبہ حاصل ہے جو نبی کریم ﷺ کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاصل ہے (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى یعنی اور وہ جہنم سے دور رہے گا جو سب سے بڑا متقی ہے (الیل:۱۷)۔

علامہ ابوالحسن واحدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یَعْنِیْ اَبَا بَکْرٍ فِیْ قَوْلِ الْجَمِیْعِ یعنی اتقیٰ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں، یہ پوری امت کا قول ہے (التفسیر البسیط۲۴/ ۸۸)۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی انکا درجہ بہت بلند ہے۔ اسکے بعد خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہوسکتے (الحدید۵۷:۱۰)۔

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں لَهُ الْحَظُّ الْاَوْفَرُ۔ اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید وسردار ہیں۔انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کردیا (ابنِ کثیر جلد۴صفحہ۴۰۴)۔

(۴)۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے (ترمذی:۳۷۳۴)۔

(۵)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا دَعَوْتُ اَحداً اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ لَہٗ عَنْہُ کَبْوَۃٌ وَ تَرَدُّدٌ وَ نَظْرٌ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ مَا عَتَّمَ حِیْنَ ذَکَرْتُہٗ لَہٗ ، وَ مَا تَرَدَّدَ فِیْہِ یعنی میں نے جسکو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ٹال مٹول، تردد اور تاخیر سے کام لیا سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اسکے سامنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تو اس نے بلا تاخیر قبول کیا اور تردد نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ: فَلَمْ یَفِرَّ وَلَمْ یُنْکِرُ (سیرۃ نبویۃ لابن اسحاق ۱/۱۸۳، سیرۃ نبویۃ لابن ہشام ۱/۲۵۲، دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث: ۴۷۶)۔

(۶)۔ حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا؟

اِذَا تُذَکَّرْتَ شَجْواً مِنْ اَخِیْ ثِقَۃٍ

فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَا بَکْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَتْقَاھَا وَ اَعْدَلُھَا

اِلَّا النَّبِیُّ وَ اَوْفَاھَا بِمَا حَمَلَا

وَالثَّانِیُ التَّالِیُ الْمَحْمُوْدُ مَشْھَدُہٗ

وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْھُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(ابن ابی شیبہ ۸/ ۴۴۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، مستدرک حاکم: ۴۴۶۹، طبرانی کبیر: ۱۲۳۹۸)۔

ترجمہ: جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اسکی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنیوالے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

ان اشعار میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سات خصائص کا ذکر ہے۔

(۷)۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ قَالَ: کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ مَکَانَ الْوَزِیْرِ ، فَکَانَ یُشَاوِرُہٗ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِہٖ ، وَکَانَ ثَانِیَہٗ فِی الْاِسْلَامِ ، وَکَانَ

ثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ ، وَکَانَ ثَانِیَهٗ فِی الْعَرِیْشِ یَوْمَ بَدْرٍ ، وَکَانَ ثَانِیَهٗ فِی الْقَبْرِ ، وَلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُقَدِّمُ عَلَیْهِ اَحَداً[مستدرك حاكم :٤٤٦٣]۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نبی کریم ﷺ کے لیے وزیر کی طرح تھے،حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے،وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے،وہ غار میں آپ کے ثانی تھے،وہ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی تھے،وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے،اور رسول اللہ ﷺ کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔

اس ایک حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سات خصائص مذکور ہیں۔

(۸)۔ آپ کے چہرے کے جمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام عتیق رکھا یعنی جہنم سے آزاد(طبرانی کبیر حدیث:۴ تا ۱۱)۔

(۹)۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِیّاً رضی اللہ عنہ یَحْلِفُ لَلّٰهُ اَنْزَلَ اسْمَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ السَّمَآءِ الصِّدِّیْقَ (المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۴،مجمع الزوائد:۱۴۲۹۵)۔

ترجمہ: حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام ''صدیق'' نازل فرمایا۔

(۱۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ فِیْهَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ خَلْفِیْ یعنی مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا،ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا(مسند ابی یعلی:٦٦٠٠)۔

(۱۱)۔ نبی کریم ﷺ نے معراج کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم میری تصدیق نہیں کریگی۔انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ ابوبکر صدیق آپکی تصدیق کریں گے بَلٰی یُصَدِّقُکَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ (فضائل الصحابہ:۱۱۶)۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:وَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی تَسْمِیَةِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رضی اللہ عنہ صِدِّیْقاً کَمَا اَجْمَعُوْا عَلٰی تَسْمِیَةِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَسُوْلاً ، وَ اِذَا

ثَبَتَ هٰذَا وَ صَحَّ اَنَّهُ الصِّدِّيْقُ وَ اَنَّهُ ثَانِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجُزْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ بَعْدَهُ اَحَدٌ یعنی ابوبکر صدیق کا نام صدیق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جس طرح سیدنا محمد علیہ السلام کے رسول ہونے پر سب کا اجماع ہے، اور جب یہ بات ثابت ہوگئی اور آپ کا صدیق ہونا صحیح ٹھہرا اور آپ کا رسول اللہ ﷺ کا ثانی ہونا صحیح ٹھہرا تو پھر جائز نہیں کہ کوئی حضور کے بعد آپ سے آگے قدم رکھے (تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۶۲)۔

(۱۲)۔ بڑے بڑے صحابہ کرام آپکی ترغیب سے ایمان لائے: سیدنا عثمان غنی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عثمان بن مظعون، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا ابوسلمۃ اور سیدنا ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم (الریاض النضرۃ: ۱/۹۱)۔

(۱۳)۔ آپ نے بہت سے غلاموں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت ام عمیس وغیرہم کو خرید کر آزاد کیا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳)۔

(۱۴)۔ صاحب الرسول ﷺ تو تمام ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں مگر جسکی صحابیت کا انکار کفر ہے وہ فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اسلیے کہ قرآن میں آپ کو صَاحِبِہٖ کہا گیا ہے۔

(۱۵)۔ اگلی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر مبارک کیساتھ حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اسطرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ اہل کتاب کا عقیدہ تھا کہ یہ حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا خلیفہ ہے (طبرانی اوسط حدیث: ۸۲۳۱، طبرانی کبیر: ۱۵۱۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۲۵۸، ۲۵۹، الوفا صفحہ ۵۶، ۵۷، تفسیر ابن کثیر ۲/۳۴۸)۔

(۱۶)۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چار پشتیں صحابی ہیں: والد گرامی، خود صدیق اکبر، بیٹا اور پوتا رضی اللہ عنہم (المعجم الکبیر حدیث: ۱۱)۔

(۱۷)۔ مردوں میں نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب تھے (بخاری: ۳۶۶۲)۔

(۱۸)۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تہبند لٹکا کر باندھنے کی اجازت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند لمبا رکھا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میرے تہبند کی ایک سائیڈ لٹکی رہتی ہے، رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا تم تکبر کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے (بخاری:۳۶۶۵)۔

(۱۹)۔ ابوبکر صدیق کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا (بخاری حدیث: ۱۸۹۷، ۲۸۴۱، ۳۲۱۶، ۳۶۶۶، مسلم حدیث رقم: ۲۳۷۱، ۲۳۷۲)۔

(۲۰)۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۵۰۰)۔

(۲۱)۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو، ابوبکر کھڑے ہوگئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ اور ابوبکر سے مختصر خطاب کیا (مستدرک حاکم حدیث: ۴۵۵۶)۔

فَكَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ وعزاہ الی ابن عساکر)

آپ اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلانے والے پہلے خطیب تھے۔

(۲۲)۔ عَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِىْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِىْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِىْ صَاحِبِىْ (بخاری حدیث: ۳۶۶۱، ۴۶۴۰)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچا ہے اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی۔ کیا تم لوگ ایسا نہیں کرسکتے کہ میرے یار کو میرے لیے رہنے دو؟

(۲۳)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ

فَقَالَ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ[غافر:۲۸] (بخاری حدیث:۳۶۷۸،۳۸۵۶)۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کون سا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط نے آ کر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا شدت سے گلا دبانا شروع کر دیا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو دھکا دے کر آپ ﷺ سے دور کیا، پھر یہ آیت پڑھی: کیا تم ایک مردِ خدا کو (معاذ اللہ) اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے چمکتی ہوئی نشانیاں لے کر آئے ہیں۔

یہ حدیث دیگر کتب میں تفصیلاً اس طرح مذکور ہے: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کون سا آیا؟ فرمایا: ایک مرتبہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ ہمارے بتوں کو اسطرح اسطرح کہتے ہیں۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اسطرح اسطرح کہتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے۔ ایک آدمی چیختا ہوا ابو بکر کے پاس پہنچا اور کہا: (یا صدیقِ اکبر) اپنے صاحب کو پہنچ۔ ابو بکر فوراً نکل گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، آپ مسجد میں داخل ہوئے اور کہے جا رہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اس مردِ خدا کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا اور ابو بکر پر حملہ کر دیا۔ ابو بکر جب ہمارے پاس واپس آئے تو آپ اپنی زلفوں میں سے جہاں بھی ہاتھ لگاتے تو بال اکھڑ کر ہاتھ میں آ جاتے تھے، اور آپ فرماتے تھے: تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسندِ حمیدی: ۳۲۴، نوادر الاصول: ۱۰۷۹، مسندِ ابی یعلیٰ: ۵۲، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۶۲، ۶۳)۔ اسنادہٗ صحیح

یہی حدیث مستدرک میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: قَالُوْا : مَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا : هٰذَا ابْنُ اَبِی قُحَافَةَ الْمَجْنُوْنُ یعنی لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے، (محبوب کا) دیوانہ (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۸۰ صَحِیْحٌ وَافَقَهُ الذَّهَبِی)۔

یہ واقعہ صدیقی خصائص سے لبریز ہے، صرف مال ہی نہیں بلکہ جان کی بازی لگا دینے کے علاوہ ایک ایک سطر میں صدیق اکبر کی وفاداریاں اپنی انتہاء کو چھو رہی ہیں۔ مزید دیکھیے:

(۲۴)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ بہادر تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہیں فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاس (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)۔

(۲۵)۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن جنگِ بدر اور احد میں کافروں کے ساتھ تھے، انہوں نے مقابلے کے لیے مسلمانوں کو للکارا تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَتِّعْنَا بِنَفْسِکَ یعنی ہمیں اپنی جان سے استفادہ کا موقع دیجیے (الاستیعاب صفحہ ۴۱۱)۔ مَتِّعْنَا بِنَفْسِکَ یَا أَبَا بَکْرٍ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ (السیرة الحلبیة ۲/٤٠٤)۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر مسلمان ہوئے تو عرض کیا ابا جان: جنگِ بدر میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ سے درگزر کیا، حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: اگر تم میرے سامنے آ جاتے تو میں کبھی درگزر نہ کرتا (سیرت حلبیہ ۲/۴۰۴)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی کی تو آپ نے انہیں تھپڑ مار دیا جس سے وہ گر گئے، نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ ایسا مت کرنا، انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا (درمنثور ۶/۲۹۷، سیرت حلبیہ ۲/۴۰۵)۔

(۲۶)۔ ہجرت والی حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کم از کم سات خصائص موجود ہیں: نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر کو اپنے ساتھ ہجرت کے لیے منتخب فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح

شام صدیق اکبر کے گھر تشریف لے جاتے تھے، ابن دغنہ نے صدیقی شان میں وہی الفاظ بولے جو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے نزول کے وقت نبی کریم ﷺ کی شان میں بولے تھے، صدیق اکبر نے دنیائے اسلام کی پہلی مسجد مکہ شریف میں اپنے گھر میں بنائی تھی، صدیق اکبر کے قرآن پڑھنے پر کافروں کی عورتیں اور بچے آپ پر پروانہ وار گرتے تھے، صدیق اکبر نے اللہ کے ذمے پر بھروسہ کیا اور ابن دغنہ کا ذمہ واپس کر دیا، صدیق اکبر نے سواری کے لیے دو اونٹنیاں خریدیں اور انہیں خصوصی غذا کھلاتے رہے (بخاری حدیث:۲۲۹۷، ۳۹۰۵)۔

(۲۶)۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر کبھی نبی کریم ﷺ کے آگے چلتے کبھی پیچھے چلتے کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں چلتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ سامنے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو آپکے سامنے آجاتا ہوں، جب آپکے پیچھے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو پیچھے آجاتا ہوں، اسی وجہ سے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہوتا ہوں تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچے۔ اس رات رسول اللہ ﷺ اپنی انگلیوں کے بل چلتے رہے حتیٰ کہ قدم نازک چھل گئے، جب ابوبکر نے یہ دیکھا تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور دوڑ پڑے حتیٰ کہ غار تک لے آئے اور اتار دیا (الوفا صفحہ ۲۳۷)۔

(۲۷)۔ ہجرت کے موقع پر کفار نے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر کو پکڑنے والے کے لیے انعام مقرر کیا (مستدرک حاکم حدیث:۴۴۸۱)۔

(۲۸)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے الخ۔ پھر جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے بھی بالکل وہی الفاظ دہرائے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائے تھے کہ: إِنَّهُ لَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ الخ (بخاری:۲۷۳۱)۔

(۲۹)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں (یعنی خدمت) کا بدلہ دے دیا ہے، سوائے ابوبکر کے (ترمذی حدیث:۳۶۶۱)۔

(۳۰)۔ آپ رضی اللہ عنہ جان اور مال سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سب سے آگے تھے (بخاری

حدیث:۴۶۷)۔

(۳۱)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی جگہ اپنی جیب سے خریدی (شرح النووی:۲/۲۰۰)۔

(۳۲)۔ صدیق اکبر نے گھر کا سارا سامان رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں کسی معاملے میں ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا وَاللّٰهِ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیءٍ اَبَدًا (ترمذی حدیث:۳۶۷۵، ابوداؤد:۱۶۷۸)۔

اسی موقع پر صدیق اکبر سے نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو آپ نے عرض کیا: اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی میں ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں (ترمذی حدیث:۳۶۷۵، ابوداؤد:۱۶۷۸)۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ تھا جو صدیق اکبر کی زبان پر آیا۔

(۳۳)۔ نبی کریم ﷺ آپ کے مال میں اس طرح تصرف فرماتے تھے جیسے اپنا ذاتی مال ہو (مصنف عبدالرزاق حدیث:۲۰۳۹۷)۔

(۳۴)۔ بُنِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَرِیْشٌ، فَكَانَ فِیْهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَا مَعَهُمَا غَیْرُهُمَا یعنی بدر کی جنگ میں نبی کریم ﷺ کے لیے عرشہ تیار کیا گیا، اسی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، دونوں کے سواء اور کوئی نہیں تھا (دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث:۹۴۱)۔

(۳۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ: اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِیَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ یَقُوْلُ: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ [القمر:٤٥] یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے دن یہ دعا فرمائی: اے اللہ! میں تیرے سامنے تیرا میرے ساتھ وعدہ پیش کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے (کہ آج مسلمان ناکام ہوں تو پھر آج کے بعد دنیا میں) تیری عبادت نہیں کی جائے گی، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ اتنا کافی ہے (آپ نے دعا فرمانے میں انتہا کر دی ہے)، پھر نبی کریم ﷺ اپنے خیمہ سے باہر نکلے اور آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے: عنقریب کفار کا

لشکر شکست کھائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (بخاری حدیث:۳۹۵۳)۔

(۳۶)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ابوبکر ہم سے آگے نکل گیا (المعجم الاوسط للطبرانی:۷۱۶۸، مجمع الزوائد:۱۴۳۳۲)۔

اس حدیث میں صدیقی خصائص کا سمندر موجود ہے۔

(۳۷)۔ فتح مکہ کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرانے کیلئے لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خود انکے پاس جانے کا موقع دیا ہوتا، صدیق اکبر نے عرض کیا: یہ انکی ذمہ داری تھی کہ آپکے پاس آتے، فرمایا: ہمیں انکا لحاظ ہے انکے بیٹے کے احسانوں (خدمات) کیوجہ سے (مجمع الزوائد:۱۴۳۳۹)۔

(۳۸)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ اَنْ يُّخَطَّئَ اَبُوْ بَكْرٍ یعنی اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے کوئی غلطی ہو (المعجم الاوسط للطبرانی کمافی مجمع الزوائد حدیث:۱۴۳۲۸، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰)۔

(۳۹)۔ لَوْوُزِنَ اِيْمَانُ اَبِىْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ الْعَالَمِيْنَ لَرَجَحَ یعنی اگر ابوبکر کا ایمان تمام جہانوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہے (ابن عدی حدیث:۱۰۱۲، مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ حدیث: ۳۶ مَوْقُوْفاً عَلٰى عُمَرَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، فضائل الصحابہ حدیث:۶۵۳ بِسَنَدٍ آخر)۔

اس ایک حدیث میں صدیقی خصائص کی انتہاء کردی گئی ہے۔

(۴۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَمْشِىْ بَيْنَ يَدَىْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ تَمْشِىْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلَعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ (فضائل الصحابہ حدیث:۱۳۷، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث:۷۳۰۶، مجمع الزوائد حدیث:۱۴۳۱۳)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو

جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(۴۱)۔ بکر بن عبداللہ مزنی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَفْضُلِ النَّاسَ بِاَنَّهٗ کَانَ اَکْثَرَهُمْ صَلَاةً وَصَوْماً ، اِنَّمَا فَضَلَهُمْ بِشَیْءٍ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے لوگوں سے آگے نہیں نکلے بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکلے ہیں جو ان کے سینے میں ہے (فضائل الصحابة : ۱۱۸، نوادر الاصول: ۱۲۶۹)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ

(۴۲)۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اس امت میں سے اس امت پر سب سے زیادہ مہربان تھے (ترمذی حدیث: ۳۷۹۰)۔

(۴۳)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو آپ کی منقبت پڑھنے کا حکم دیا، فرمایا: قُلْ حَتّٰی اَسْمَعَ یعنی سنا میں سننا چاہتا ہوں (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۸)۔

(۴۴)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ: آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ جائیں گے، تو سیدنا صدیقِ اکبر نے اس سے فرمایا: اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ، اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهٗ یعنی اپنے بُت لات کا حسبِ عادت جا کر پیشاب پی، کیا ہم آپ ﷺ سے بھاگیں گے اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیں گے؟ (بخاری: ۲۷۳۱)۔

(۴۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَرَضِهٖ: اُدْعِیْ لِیْ اَبَا بَکْرٍ ، وَ اَخَاکِ ، حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَاباً ، فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُوْلَ قَائِلٌ: اَنَا اَوْلٰی ، وَیَاْبَی اللّٰهُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ (مسلم حدیث: ۶۱۸۱)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا: ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تا کہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

امام احمد نے یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ہیں کہ: مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ یَّخْتَلِفَ الْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنی اللہ کی پناہ کہ مومنین ابوبکر پر اختلاف کریں (فضائل صحابہ: ۲۲۷)۔

اس حدیث میں کئی خصائص ہیں جن کی قوتِ الفاظ دنیائے اسلام پر بھاری ہے۔

(۴۶)۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تکلیف شدید ہوگئی، تو فرمایا: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین نے وہی بات دہرائی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصد انکے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی (بخاری حدیث: ۶۷۸، مسلم ۹۴۸)۔

(۴۷)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت کرائے (ترمذی حدیث: ۳۶۷۳)۔

(۴۸)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں (فتح الباری ۲/۱۹۳)۔

(۴۹)۔ قرآن میں آپکو سب سے بڑا متقی کہا گیا ہے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی (الیل: ۱۶)۔

اس آیت سے صدیق اکبر کا افضل، اَعرف اور اَعلم ہونا ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب صدیق اکبر اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں (الزلال الاتقی صفحہ ۶۸)۔

(۵۰)۔ آپ خوابوں کی تعبیر کے سب سے بڑے ماہر تھے (الریاض النضرۃ ۱/۵۹)۔

(۵۱)۔ آپ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے (مسلم حدیث: ۶۳۹۵)۔

(۵۲)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ ابوبکر سے اپنی نعتیں درست کروائیں (مسلم حدیث: ۶۳۹۵)۔

(۵۳)۔ آپ نے سب سے پہلے قرآن جمع فرمایا (بخاری حدیث: ۴۹۸۶)۔

(۵۴)۔ نبی کریم ﷺ نے جس تکلیف میں وصال فرمایا اسی دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اِنَّ اللّٰـهَ خَیَّرَ عَبْـدًا بَیْـنَ الـدُّنْیَـا وَبَیْـنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَکٰی اَبُو بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَـقُلْتُ فِی

نَفْسِي مَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ (بخاری حدیث:۴۶۶،۴۶۷، مسلم حدیث:۶۱۷۰)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اسکے درمیان اختیار دیا پس اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: اس بزرگ کو کیا چیز رلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال سے میری خدمت کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا مگر اس کو بند کر دیا جائے گا سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔

اس حدیث میں صدیقِ اکبر کے کئی خصائص مذکور ہیں۔اس حدیث کے پیشِ نظر اور امامت والی حدیث کے پیشِ نظر علماء نے پوری امت کا اجماع بیان کیا ہے کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہیں (ابنِ بطال:۲/۱۱۵، فتح الباری لابن رجب:۴/۱۱۷، الابانہ عن اصول الدیانہ از امام ابوالحسن اشعری صفحہ ۱۰۵، منہاج السنۃ:۴/۲۱۱، فتاویٰ شامی:۵/۵۵۲)۔

یہی ہے وہ خطبہ جو نبی کریم ﷺ کا آخری خطبہ ہے، جو حجۃ الوداع کے تین ماہ بعد مسجدِ نبوی میں دیا گیا، آخری یادگار خطبے کے طور پر محبت والوں کے لیے زبانی یاد کرنے کے قابل ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے زمانے میں) تمام

انسانوں سے بڑے عالم تھے اِنَّهٗ كَانَ اَعْلَمَ النَّاسِ (مسند احمد:۲۴۴۳۴)۔

(۵۵)۔ آپ نے محبوب کریم ﷺ کے وصال کے وقت سب سے زیادہ جرأت اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب قرآن شریف کی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہوگئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیب کریم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسے لگتا تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی وَاللّٰهِ ، لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهَا حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ (بخاری:۱۲۴۱،۱۲۴۲)۔

(۵۶)۔ صحابہ کرام میں اختلاف ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے، اس بارے میں کسی کے پاس کوئی علم نہیں تھا، مگر صدیق اکبر نے بتایا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں (قرطبی جلد ۴ صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ حدیث:۱۶۲۸)۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ اَعْلَمَهُمْ بِالسُّنَّةِ ، كَمَا رَجَعَ اِلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ يَبْرُزُ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِ سُنَنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظُهَا هُوَ وَيَسْتَحْضِرُهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَيْهَا لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپکی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی کریم ﷺ کی حدیث لے کر سامنے آئے، جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی، اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)۔

(۵۷)۔ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا کہ اگر آئندہ آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر سے مل لینا (بخاری حدیث:۷۲۲۰، مسلم حدیث:۶۱۷۹)۔

(۵۸)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے لوگوں سے کئے ہوئے وعدے پورے کیے: مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَيْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا (بخاری:۳۱۳۷)۔

(۵۹)۔ مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کیا (بخاری:۱۳۹۹،۱۴۰۰)۔

(٦٠)۔ سیدالمرسلین ﷺ کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحثے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیقِ اکبر حق پر ہیں۔ لہٰذا سب نے صدیقِ اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (بخاری حدیث:۱۳۹۹، مسلم حدیث:۱۲۴)۔

(٦١)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے خطا ہو (مجمع الزوائد:۱۴۳۲۸)۔

(٦٢)۔ نبی کریم ﷺ کی وفات، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بنی، آپ کا جسم گھٹتا گیا حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی مَا زَالَ جِسْمُهٗ يَجْرِيْ حَتّٰى مَاتَ (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۴٦۵)، اسی دوران غار والے سانپ کا زہر بھی عود کر آیا ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ (مشکوٰۃ حدیث: ٦٠٣٤)۔

(٦٣)۔ قرآن وسنت میں سب سے زیادہ تفضیل کے صیغے آپ کے لیے استعمال ہوئے ہیں مثلاً: اَعْظَمُ دَرَجَةً (الحدید:١٠)، اَلْاَتْقٰى (الیل:١٧)، اَفْضَلُ الْاُمَّةِ (ابوداؤد:۴٦۲۸)، خَيْرُ الصَّحَابَةِ (بخاری:۳٦٦٨)، اَعْلَمُ (بخاری:۴٦٦)، اَرْحَمُ (ترمذی: ۳۷۹۰)، اَمَنُّ النَّاسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری:۴٦٦)، اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ (مستدرک حاکم:۴۴۷۸)، اَشْجَعُ (مجمع الزوائد:۱۴۳۳۳)۔ ان میں سے ہر صیغہ آپ کی خصوصیت ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے آقا و سردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے (بخاری حدیث: ۳٦٦٨، ترمذی حدیث: ۳٦۵٦، مستدرک حدیث: ۴۴۷۷)۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کٹوا دینا منظور ہے مگر میں اس قوم کا امیر نہیں بن سکتا جس میں ابوبکر موجود ہو (بخاری: ٦٨٣٠)۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: اَنَا فِدَاءُ کَ ، وَلَوْلَا اَنْتَ لَهَلَكْنَا یعنی میں قربان جاؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے (الریاض النضر ۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے منقول سب سے زیادہ مناقب وخصائص آپ ہی کے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، لَوْلَا اَنَّ اَبَابَكْرٍ اُسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰهُ یعنی اللہ کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

ابھی ہم نے صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے اکٹھے خصائص کا ذکر نہیں کیا جن میں اس امت کا کوئی تیسرا فرد شامل نہیں۔ خلفاء ثلاثہ کے خصائص جن میں کوئی چوتھا شامل نہیں ،اور خلفاء اربعہ کے خصائص جن میں کوئی پانچواں شامل نہیں، مگر ابوبکر صدیق ہر جگہ شامل ہیں۔ اگر مناقب شمار کرتے وقت اس نکتے کو ذہن میں رکھیں گے تو انشاء اللہ چشمِ تحقیق روشن ہوجائیگی۔

اے عزیز! خصائص صدیق نمبر دیکر لکھتے ہوئے نمبروں کو سنبھالنا مشکل ہوگیا، صرف بخاری شریف میں ہی آپ کے'' خصائص'' کی تعداد بیس (۲۰) سے زیادہ ہے، یہ تو صرف خصائص کی بات ہے جبکہ سیدنا صدیق اکبر کے مناقب گننے سے علماء عاجز آ چکے ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كَمْ لِلصِّدِّيْقِ مِنْ مَوَاقِفَ وَاٰثَرٍ وَمَنْ يُّحْصِىْ مَنَاقِبَهٗ وَيُحِيْطُ بِفَضَائِلِهٖ غَيْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی صدیق کے کتنے ہی مراتب ہیں اور آپ نے کتنی ہی یادیں چھوڑی ہیں، ان کے مناقب کا شمار اور فضائل کا احاطہ اللہ عز وجل کے سواء کون کر سکتا ہے؟ (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۴۷)۔

کتاب اسنی المطالب میں شانِ صدیقِ اکبر

امام شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ متوفی ۸۳۳ھ نے خوارج کا مقابلہ کرنے کے لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر کتاب اسنی المطالب فی مناقبِ علی بن ابی طالب تحریر فرمائی، اللہ کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔لیکن اسی کتاب میں شانِ صدیقِ اکبر اور افضلیت ِ صدیقِ اکبر پر بھی اس قدر احادیث لے آئے کہ حیران کر دیا، تاکہ کوئی شخص مناقبِ مرتضیٰ کریم کی آڑ میں غلط فائدہ نہ اٹھائے اور افضلیتِ شیخین کے انکار کا دروازہ نہ کھلے۔

امام جزری نے اسنی المطالب میں پچانوے (۹۵) احادیث اور اقوال بیان فرمائے ہیں، لیکن کسی صاحب نے اس کی اردو شرح کے بہانے ۹۵ میں سے صرف "۴۵" احادیث و اقوال کی شرح کی ہے جس میں پوری امت اور خود امام جزری کے عقیدے سے بھی اختلاف کیا ہے۔ہم نے اصل کتاب اسنی المطالب دیکھی تو واضح ہوا کہ ان (۴۵) احادیث و اقوال کے اندر بھی اور ان سے آگے مزید افضلیتِ صدیقِ اکبر اور ردِ باطل پر واضح احادیث آ رہی تھیں۔کتاب اسنی المطالب میں ردِ باطل پر احادیث اور شانِ صدیقِ اکبر پر احادیث ملاحظہ کریں:

(۱)۔ امام جزری بخاری شریف کے حوالے سے حدیث لکھتے ہیں: اَمَرَ فِیْ مَرَضِ مَوْتِہٖ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ یعنی نبی کریم ﷺ نے وفات شریف کی تکلیف میں تمام دروازے بند کر دینے کا حکم دیا سوائے ابوبکر کے دروازے کے (اسنی المطالب حدیث نمبر ۲۰)۔

کتاب کے مؤلف امام جزری خود اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حکم صدیقی خلافت اور امامت کے پیشِ نظر تھا (اسنی المطالب صفحہ ۲۴)۔

(۲)۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اسنی المطالب صفحہ ۳۶ پر عنوان باندھا ہے کہ:

مُبَایَعَۃُ عَلِیٍّ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ

یعنی سیدنا علی کا سیدنا ابوبکر و عمر کی بیعت کرنا

اس عنوان کے تحت حدیث لکھتے ہیں کہ: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے (اسنی المطالب حدیث: ۳۹)۔

اسی مقام پر سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے خوب غور کیا، پس جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کر لیا (اسنی المطالب حدیث نمبر ۳۹)۔

(۴)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُصِيبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ یعنی جب بھی کوئی بندہ گناہ کر بیٹھے تو وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے تو اللہ اسے ضرور بخش دے گا (اسنی المطالب حدیث نمبر ۴۸)۔

اس حدیث میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سند نبی کریم ﷺ تک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے پہنچ رہی ہے اور اس میں یہی شان صدیق اکبر واضح کی گئی ہے۔

امام جزری لکھتے ہیں کہ: میری سند سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تک جاتی ہے، وہ نبی کریم ﷺ، پھر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہے، یہ سند سب سے اعلیٰ اور مضبوط ہے (اسنی المطالب صفحہ ۸۳)۔

(۵)۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کے لیے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا: اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دے گا، میں رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں اور ابوبکر اور عمر نے ایسا کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے ان دونوں سے ملا دے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے (اسنی المطالب حدیث نمبر ۶۵)۔

(۶)۔ امام جزری صفحہ ۶۴ پر عنوان قائم کرتے ہیں:

اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

پھر حدیث لکھتے ہیں: **يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا النَّاسِ لِكُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا**

بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ یعنی اے علی ابوبکر اور عمر دونوں نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام انسانوں کے سردار ہیں اہلِ جنت کے بوڑھے ہوں یا جوان ہوں (اسنی المطالب حدیث:۶۹)۔

اس حدیث میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نبیوں کے بعد پوری انسانیت کے سردار سَیِّدَا النَّاس قرار دیا گیا ہے، جنتی بوڑھوں کے سرداراور پھر جنتی نوجوانوں کے بھی سردار کہا گیا ہے، اور حاشیے میں طارق طنطاوی کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے۔

(۷)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی انہیں رافضی کہا جائے گا، وہ اسلام سے نکل چکے ہوں گے (اسنی المطالب حدیث نمبر:۷۰)۔

ایک حدیث اس طرح بھی ہے کہ: يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ اَهْلِ الْبَيْتِ یعنی یہ لوگ اہلِ بیت کی محبت کا بہانہ کریں گے (طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۲۸۲۲)۔

(۸)۔ امام جزری نے صفحہ ۷۲ پر باقاعدہ عنوان قائم کردیا کہ:

اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ

یعنی موزوں پر مسح

یہاں حدیث لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسافر تین دن اور تین راتیں، مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے (اسنی المطالب حدیث نمبر ۸۱)۔

اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد اس قاعدے کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ: اہلِ سنت کی علامت یہ ہے کہ ابوبکر و عمر کو افضل جانو، عثمان اور علی سے محبت کرو اور موزوں پر مسح جائز سمجھو (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

(۹)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کے چار کونے ہیں، ایک ابوبکر کے ہاتھ میں ہوگا، دوسرا عمر کے ہاتھ میں، تیسرا عثمان کے ہاتھ میں اور چوتھا علی کے ہاتھ میں۔ جو ابوبکر سے محبت کرتا ہوگا اور عمر سے بغض رکھتا ہوگا ابوبکر اسے نہیں پلائے گا، جو عمر سے محبت رکھتا ہوگا اور ابوبکر سے بغض رکھتا ہوگا عمر اسے نہیں پلائے گا۔ جو عثمان سے محبت کرتا ہوگا اور علی سے بغض رکھتا ہوگا عثمان اسے نہیں پلائے گا۔ جو علی سے محبت کرتا ہوگا اور عثمان سے بغض رکھتا ہوگا علی اسے نہیں پلائے گا۔ اور جس نے ابوبکر

کے بارے میں اچھی بات کی اس نے دین کو قائم کیا، جس نے عمر کے بارے میں اچھی بات کی اس نے حق واضح کیا، جس نے عثمان کے بارے میں اچھی بات کی وہ اللہ کے نور سے چمک اٹھا، جس نے علی کے بارے میں اچھی بات کی اس نے مضبوط رسی کو پکڑا جو ٹوٹ نہیں سکتی، جس نے میرے سارے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے (اسنی المطالب صفحہ ۸۸)۔

اس حدیث کو ذرا غور سے پڑھیں، اس میں چار یارِ مصطفیٰ کا ذکر موجود ہے، شیخین کی جوڑی الگ اور ختنین کی جوڑی الگ بیان ہوئی ہے، پھر تمام صحابہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۱۱)۔ امام جزری علیہ الرحمہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت میں افراط وتفریط کرنے والوں کے بارے میں بھی حدیث بیان کردی کہ: اے علی آپ کی مثال عیسیٰ جیسی ہے۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں پر الزام لگا دیا اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی اور ان کو اس مقام پر مانا جس کے وہ حق دار نہیں تھے۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری شان اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں ہوں اور مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میرا بغض مجبور کرے گا کہ مجھ پر الزام لگائے (اسنی المطالب حدیث نمبر ۲۸)۔

محبت میں یہی زیادتی بگاڑ پیدا کرتی ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے دیگر مقامات پر بھی منع فرمایا ہے، فرمایا: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كُلَّ مُبْغِضٍ لَنَا وَ كُلَّ مُحِبٍّ لَنَا غَالٍ یعنی اے اللہ ہم سے بغض رکھنے والے ہر شخص پر لعنت بھیج اور ہم سے محبت میں غلو کرنے والے پر بھی لعنت بھیج (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۵۰۷)۔ اسی محبت کا بہانہ کرنے والوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ اَهْلِ الْبَيْتِ (طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۲۸۲۲)۔ ایسی محبت کو علماء نے بدعت اور فسق لکھا ہے۔ علامہ ابوشکور سالمی رحمت اللہ علیہ اَلْقَوْلُ فِي الرَّافِضَةِ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: مِنْهُمْ مَنْ قَالَ بِاَنَّ عَلِيًّا كَانَ اَعْلَمَ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ بِاَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ وَاَهْلِ الْبَيْتِ اَوْلٰى وَاَحَقُّ، وَهٰذَا كُلُّهُ بِدْعَةٌ وَفِسْقٌ یعنی ان میں سے بعض نے کہا کہ علی زیادہ علم والے ہیں ابوبکر، عمر اور عثمان سے، ان میں سے بعض نے کہا کہ علی اور اہل بیت

محبت کے زیادہ حقدار ہیں، یہ سب نظریات بدعت اور فسق ہیں (التمہید ابوشکور سالمی صفحہ ۱۸۲)، زائد محبت والے کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوڑے مارتے تھے (حلیۃ الاولیاء ۶/۴۹۲)۔ یہ صرف زائد محبت کی سزا ہے جبکہ اَسّی (۸۰) کوڑوں والا فرمان الگ ہے۔

واضح ہوا کہ محبت کا شریعت کے تابع ہونا ضروری ہے، نہ کہ ذاتی جذبات کے تابع۔ حدیث شریف میں ہے کہ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُونَ ھَوَاہُ تَبَعاً لِّمَا جِئتُ بِہٖ یعنی تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکی خواہشات میری شریعت کے تابع نہ ہوں (شرح السنۃ للبغوی:۱۰۴)۔ مزید وضاحت دیکھیے:

(۱۱)۔ کتاب کے آخر میں صفحہ ۸۹ پر امام جزری یہ عنوان قائم کرتے ہیں کہ:

مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّ عَلِیًّا

یعنی جس نے ابوبکر اور عمر سے محبت کی اسی نے علی سے محبت کی

اس سرخی نے اسنی المطالب کی ہر حدیث کے ساتھ ابوبکر وعمر کو شامل کر دیا، اور بتا دیا کہ جہاں حبِ سیدنا علی کریم کی بات ہوگی وہاں شیخین کریمین پہلے ہوں گے۔ اس عنوان کے تحت چار اشعار بھی لکھے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ امام جزری رحمہ اللہ نے انہی شعروں پر کتاب ختم کردی ہے، وہ اشعار یہ ہیں:

اَشْھَدُ بِاللّٰہِ وَ آیَاتِہٖ شَھَادَۃً اَرْجُو بِھَا عِتْقِی
اَنَّ اَبَا بَکْرٍ وَ مَنْ بَعْدَہٗ ثَلَاثَۃٌ اَئِمَّۃُ الصِّدْقِ
اَرْبَعَۃٌ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ ھُمْ بِغَیْرِ شَکٍّ اَفْضَلُ الْخَلْقِ
مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَذْھَبُہٗ ھٰکَذَا فَاِنَّہٗ زَاغَ عَنِ الْحَقِّ

ترجمہ: میں اللہ کی اور اسکی آیات کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں، ایسی گواہی جس سے مجھے اپنے جہنم سے چھٹکارے کی امید ہے، کہ ابوبکر اور اسکے بعد والے تینوں سچے امام ہیں۔ یہ چاروں نبیوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں، جسکا یہ مذہب نہ ہو وہ حق سے ہٹا ہوا شخص ہے (اسنی المطالب آخری صفحہ)۔

شانِ صدیق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبانی

(۱)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ ، وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَانُ ، قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں (بخاری: ۳۶۷۱، ابوداؤد: ۴۶۲۹)۔

(۲)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَا اِلٰی خَیْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَیْهِ اَبُوْ بَكْرٍ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابوبکر ہم سے سبقت لے گیا ہے (مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۳۳۲)۔

(۳)۔ عَنْ عَلِیٍّ وَ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّا نَرٰی اَبَابَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَ ثَانِیَ اثْنَیْنِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرَفِهٖ وَ كِبْرِهٖ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَیٌّ یعنی حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپکے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا (مستدرک حدیث: ۴۴۷۸)۔

(۴)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے بتاؤ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین آپ، فرمایا: میں نے ہمیشہ اپنے برابر والے کو للکارا ہے، مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ بتایئے کون بہادر ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ جب بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک عرشہ تیار کیا، ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تا کہ کوئی مشرک آپ کی طرف بڑھنے کی ہمت نہ کرے؟

تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے جو رسول اللہ ﷺ کے سر پہ تلوار لہرائے پہرہ دے رہا تھا، جب بھی کوئی دشمن آپ ﷺ کی طرف بڑھتا تو ابوبکر اسے آڑے ہاتھوں لیتے، تو یہی ہے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ۔

پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ قریش آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کیا آپ ہی ہمارے خداؤں کی بجائے ایک خدا کی بات کرتے ہیں؟ تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے۔ ابوبکر کسی کو مار رہے تھے، کسی کو گھسیٹ رہے تھے اور کسی کو دھکے دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اُس مردِ خدا کو (معاذ اللہ) قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر والی چادر اٹھائی اور اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی، پھر فرمایا: لوگو! میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ: کیا آلِ فرعون کا مومن افضل ہے یا ابوبکر؟ لوگ خاموش ہوگئے، فرمایا: مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم ابوبکر کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن جیسوں سے افضل ہے، اُس نے تو اپنا ایمان چھپایا تھا مگر یہ وہ مرد ہے جس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا تھا (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)۔

(۵)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا: ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (اسنیٰ المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حدیث: ۴۳، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۸۱)۔

(۶)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ابوبکر کو ہم سب سے بہتر جانا اور اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۷۵۶)۔

(۷)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم، اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام "صدیق" نازل فرمایا (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث: ۱۴، مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۲۹۵)۔

(۸)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ابوبکر سے

بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (الریاض النضر ہ جلدا صفحہ۱۳۶)۔

(۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ وَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ یعنی حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں (ابن ابی شیبہ: جلد۸ صفحہ۵۷۴، مسند احمد: ۸۳۶، ابن ماجہ: ۱۰۶، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد: ۱۲۹۸، السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۲۳۴)۔

(۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ، فَدَعَوا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِاَنِّيْ كَثِيْراً مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُنْتُ وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ، فَاِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيٌّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ (مسلم حدیث: ۶۱۸۷، بخاری حدیث: ۳۶۷۷، ۳۶۸۵، ابن ماجۃ حدیث: ۹۸، شرح السنۃ حدیث: ۳۸۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کیلیے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا: اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دے گا، میں رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں اور ابوبکر اور عمر نے ایسا کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے ان دونوں سے ملا دے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(۱۱)۔ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب کون تھا؟ آپ نے فرمایا: وہی لوگ قریب تھے جو کہ آج بھی قریب ہیں اور آپ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں (مسند احمد حدیث: ۱۶۷۱۴، فضائل الصحابۃ للدارقطنی حدیث: ۳۵)۔

(۱۲)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِيِّ یعنی میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی

سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (فضائل الصحابہ لاحمد: ۴۹، ۳۸۷، المؤتلف والمختلف ۳/۹۲)۔

(۱۳)۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ ضَرَبَ عَلْقَمَةُ هٰذَا الْمِنْبَرَ فَقَالَ : خَطَبَنَا عَلِیٌّ عَلٰی هٰذَا الْمِنبَرِ فَحمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ ذَکَرَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَن یَّذْکُرَ ثُمَّ قَالَ : اَلَا اَنَّهٗ بَلَغَنِی اَنَّ قَوْماً یُفَضِّلُوْنِی عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ لَوْ کُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِی ذَالِکَ لَعَاقَبْتُ فِیْهِ وَلٰکِنْ اَکْرَهُ الْعُقُوْبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، مَنْ قَالَ شَیْئاً مِنْ ذَالِکَ فَهُوَ مُفْتِرٍ عَلَیْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِیْ ، خَیْرُ النَّاسِ کَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَحْدَثْنَا بَعْدَهُمْ اِحْدَاثاً یَقْضِی اللّٰهُ فِیْهَا (السنۃ لعبداللہ حدیث: ۱۳۲۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث: ۱۰۲۷)۔

ترجمہ: حضرت علقمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے منبر پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ہمیں علی (رضی اللہ عنہ) نے اس منبر پر بیٹھ کر خطاب فرمایا، آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر اللہ کو جس قدر منظور تھا بیان فرمایا، پھر فرمایا: خبردار! مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتے ہیں، اگر میں نے اسکے بارے میں پہلے سزا کا اعلان کر دیا ہوتا تو میں اُن لوگوں کو سزا دیتا، لیکن میں اعلان سے پہلے سزا کو ناپسند کرتا ہوں، جس نے آئندہ ایسا کہا وہ بہتان باندھنے والا ہوگا اور اسے بہتان باندھنے والے مفتری والی سزا ملے گی، رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر اِن لوگوں کے بعد ہم میں نئے نئے واقعات ہوئے جن کا فیصلہ اللہ فرمائے گا۔

(۱۴)۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں کوڑے مارتا لَوْ اَخْبَرْتَنِیْ اَنَّکَ رَأَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ لَاَوْجَعْتُکَ عُقُوْبَةً (کتاب الآثار لابی یوسف حدیث: ۹۲۴)۔

(۱۵)۔ حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی نے کہا: مجھے ابوبکر اور عمر کی نسبت علی سے زیادہ محبت ہے، آپ نے فرمایا: ایسی باتیں کرنی ہیں تو ہماری مجلس میں مت بیٹھ، اگر تمہاری بات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سن لی تو وہ تمہاری پشت پر کوڑے ماریں گے لا

تُجَالِسُنَا بِمِثْلِ هٰذَا الْكَلَام ، اَمَّا لَوْ سَمِعَكَ عَلِيٌّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لَاَوْجَعَ ظَهْرَكَ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد ۶ صفحہ ۴۹۲)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اتنے خطبات اور فیصلے ابوبکر وعمر کی مدح وثناء میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماءِ اہلِ سنت ابوبکر وعمر کی افضلیت بلکہ اسکی قطعیت پر استدلال کرنے کیلئے صرف ان دلائل پر ہی اکتفا کریں تو یہ دلائل اس مقصد کیلئے کافی وافی ہیں "گر علماء اهل سنت وجماعت در افضلیتِ ابوبکر وعمر بلکه در قطعیت آں بهماں اکتفا نمایند واستدلال کنند کافی وافی بود (تکمیل الایمان صفحہ ۶۴)۔

تمام صحابہ کرام اور پوری امت کا فیصلہ

(۱)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم کسی کو ابوبکر کے برابر نہیں سمجھتے تھے پھر عمر پھر عثمان كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ (بخاری حدیث: ۳۶۹۷، ابوداؤد حدیث: ۴۶۲۷)۔

(۲)۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (فقہ اکبر صفحہ ۳)۔

(۳)۔ امام مالک فرماتے ہیں: اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ اَوَ فِیْ ذَالِكَ شَكٌّ یعنی سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر، کیا اس میں کوئی شک ہے؟ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، فتح المغیث ۳/ ۱۲۷)۔

(۴)۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ۔تمام لوگ ابوبکر صدیق کی خلافت پر متفق ہو گئے، یہ اس لیے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ مجبور ہو گئے تو آسمان کی چھت کے نیچے ابوبکر سے افضل کسی کو نہ پایا، بس اپنی گردنیں اس کے حوالے کر دیں فَوَلَّوْهُ رِقَابَهُمْ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)۔

(۵)۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اس طرح ہے: كَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ يَذْهَبُ فِى التَّفْضِيْلِ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ یعنی امام احمد بن حنبل افضلیت کی ترتیب

یوں بتاتے تھے: ابوبکر، عمر، عثمان، علی (السنۃ للخلال حدیث: ٦٠٧)۔

(٦)۔ امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: تمام صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی۔ میں اسی عقیدے پر زندہ رہا، اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی پر قیامت کے دن اٹھوں گا عَلیٰ ھٰذَا حَیِیْتُ وَعَلَیْهِ اَمُوْتُ وَاُبْعَثُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالیٰ (تہذیب التہذیب: ٥/٤٨٠)۔

(٧)۔ امام ابوالحسن اشعری رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: کَانَ اَفْضَلَ الْجَمَاعَةِ فِیْ جَمِیْعِ الْخِصَالِ الَّتِیْ یُسْتَحَقُّ بِهَا الْاِمَامَةُ مِنَ الْعِلْمِ وَالزُّهْدِ وَقُوَّةِ الرَّأْیِ وَسِیَاسَةِ الْاُمَّةِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ یعنی ابوبکر صدیق پوری جماعت میں تمام خصلتوں میں سب سے افضل تھے جن کی بناء پر امامت کا حقدار بنا جاتا ہے، علم کے لحاظ سے، زہد کے لحاظ سے، قوتِ رائے کے لحاظ سے اور امت کی سیاست کے لحاظ سے اور اس کے علاوہ دیگر وجوہ کی بناء پر (الابانۃ از امام ابو الحسن اشعری متوفی ٣٢٤ھ صفحہ ١٠٥)۔

(٨)۔ دنیا میں تصوف کی پہلی کتاب التعرف میں لکھا ہے کہ: وَاَجْمَعُوْا عَلیٰ تَقْدِیْمِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اجماع ہے کہ سب سے مقدم ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (التعرف لابی بکر محمد بن اسحاق م ٣٨٠ھ، صفحہ ٦٢)۔

(٩)۔ قاضی باقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٤٠٣ھ لکھتے ہیں: ہر مسلمان عاقل بالغ پر یہ جاننا واجب ہے کہ: امام المسلمین اور امیر المومنین، مہاجرین وانصار میں سے نبیوں اور رسولوں کے بعد اللہ کی تمام تر مخلوقات سے آگے ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پوری امت سے افضل تھے، ایمان میں راجح تھے، آپ کا فہم سب سے کامل تھا، علم سب سے وافر تھا، حلم سب سے زیادہ تھا، اور اسی چیز کو آپ ﷺ کا فرمان واضح کر رہا ہے کہ: وَلَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ عَلیٰ اِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ یعنی اگر ابوبکر کا ایمان تمام روئے زمین والوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلڑا بھاری ہے (اَلْاِنْصَافُ فِیْمَا یَجِبُ اِعْتِقَادُهٗ وَلَا یَجُوْزُ الْجَهْلُ بِهٖ صفحہ ١٣٠)۔

(١٠)۔ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان سے آگے قدم

رکھے روا نہ باشد کہ الخ (کشف المحجوب صفحہ ۶۹)۔

اِنَّ الصَّفَا صَفَا الصِّدِّیْقِ اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیًا عَلَی التَّحْقِیْقِ

ترجمہ: اگر تم تحقیق کے ساتھ کسی صوفی کا نام جاننا چاہتے ہو تو وہ ابوبکر صدیق ہے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲)۔

(۱۱)۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ﷺ (احیاء العلوم صفحہ ۱۱۹)۔

(۱۲)۔ سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبراً حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی لِفَضْلِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ فِی عَصْرِہٖ وَزَمَانِہٖ عَلٰی مَنْ سِوَاہُ مِنَ الصَّحَابَۃِ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔

(۱۳)۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَیْسَ فِی اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ غَیْرُ عِیْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یعنی جان لو کہ امتِ محمد ﷺ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ابوبکر سے افضل ہو سوائے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (فتوحاتِ مکیہ باب ۹۳ کما فی الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۸)۔

(۱۴)۔ معروف درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ: اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِیِّنَا اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

(۱۵)۔ اہلِ سنت کے عقائد کی تقریباً ہر کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول موجود ہے کہ اہلِ سنت کی علامت یہ ہے: تَفْضِیْلُ الشَّیْخَیْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَیْنِ یعنی ابوبکر و عمر کو افضل ماننا اور عثمان و علی سے محبت کرنا (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۶۵، قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۴۶، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، بنایہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۶)۔

(۱۶)۔ امام شرف الدین نووی اور امام سیوطی رحمت اللہ علیہما فرماتے ہیں: اِتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّۃِ اَنَّ اَفْضَلَھُمْ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ یعنی اس پر اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل

ابوبکر ہیں پھر عمر ﷺ (شرح نووی علیٰ مسلم جلد۲ صفحہ۲۷۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔

(۱۷)۔ امام قرطبی شارح مسلم علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: وَأَفْضَلِيَّتُهُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ،وَهُوَ الَّذِىْ يَقْطَعُ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ:أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِيْ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ ، وَلَا الْخَلَفِ ، وَلَا مُبَالَاةَ بِأَقْوَالِ أَهْلِ الشِّيَعِ ، وَلَا أَهْلِ الْبِدَعِ ، فَإِنَّهُمْ بَيْنَ مُكَفَّرٍ تُضْرَبُ رَقَبَتُهُ ، وَبَيْنَ مُبْتَدِعٍ مُفَسَّقٍ لَا تُقْبَلُ كَلِمَتُهُ ، وَ تُضْحَضُحُجَّتُهُ (المفهم شرح مسلم جلد۶ صفحہ۲۳۸ ومثلہ فی تفسیر القرطبی تحت آیت ثانی اثنین)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد صدیق اکبر کی افضلیت اہل سنت کا عقیدہ ہے، یہ ایسا عقیدہ ہے جسے قرآن اور سنت قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں، ابوبکر صدیق ﷺ کی افضلیت ہے، پھر عمر فاروق۔ اس میں اگلے پچھلے ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔..........اور اہل بدعت کے اقوال کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ لوگ درمیان ہیں اس مُکفَّر کے جس کی گردن ماری جائے اور اس فاسق قرار دیے گئے بدعتی کے جس کا کلمہ بھی قبول نہیں اور اس کی حجت مردود ہے۔

(۱۸)۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: افضلیتِ شیخین بر باقی امت قطعی است، انکار نہ کند مگر جاھل یا متعصب یعنی شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، انکار وہی کرے گا جو جاہل ہو یا متعصب ہو (مکتوبات جلد۲ مکتوب ۳۶)۔

(۱۹)۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ کے خلیفہ بدر الدین سرہندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تمام سلسلوں کو در حقیقت حضرت صدیق اکبر ﷺ سے انتساب ہے (حضرات القدس صفحہ۲۳)۔

(۲۰)۔ حضرت عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی امت میں ایک شخص بھی حضرت ابوبکر کا فیض برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی آپکے قریب آنے کی طاقت رکھتا تھا، خواہ صحابہ میں سے ہو یا انکے علاوہ فتح کبیر کے افراد میں سے (جواہر البحار ۲/۳۵۹)۔

(۲۱)۔ امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محمدی اولیاء میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی (الیواقیت والجواہر صفحہ۴۳۷)۔

(۲۲)۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَجِبُ عَلَى الْعُلَمَآءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ یعنی علماء پر واجب ہے کہ مسئلہِ افضلیت ِصدیق وعمر کو خصوصی اہمیت دیں (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

(۲۳)۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل ِسنت کی تمام کتب ِعقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔ نیز اعلیٰ حضرت نے چاروں خلفائے راشدین کو اپنے اپنے زمانے کا غوث قرار دیا ہے (ملفوظات صفحہ ۲۳۷)۔

(۲۴)۔ ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیہِ اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس اِرقام فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل ِسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما (قاسمِ ولایت صفحہ ۲۰۲)۔

(۲۵)۔ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: بعد انبیاء ابو بکر صدیق کا بڑا پرہیز گار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیز گار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہٰذا افضلیت ِصدیق قطعی ہے، اس کا منکر گمراہ ہے (تفسیر نور العرفان صفحہ ۹۸۳)۔

(۲۶)۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَاَنْتَ لَوْ فَكَّرْتَ وَ تَدَبَّرْتَ ذٰلِكَ لَعَلِمْتَ فَضْلَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ زُهْدَهٗ عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ وَ يَكْفِيْهِ فَضْلاً وَ كَمَالاً وَ مَرْتَبَةً قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمُ لِاَبِیْ بَكْرٍ ؓ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرُّوْحِ وَ قَدْ مَرَّ بَيَانُهٗ بِبَيَانِیْ یعنی اگر تم غور اور تدبر سے کام لو، تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ابو بکر فضیلت اور زہد میں جمیع صحابہ سے آگے ہیں، آپ کے فضل وکمال اور مرتبے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی کافی ہے کہ ابو بکر میرے کان، آنکھ اور روح کے بمنزلہ ہیں (مذہب ِشیعہ صفحہ ۸۵)۔

(۲۷)۔ حضرت غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہِ کرام بشمول حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہل ِسنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔ اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق واجب الاحترام ہیں۔ اس لیے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں۔ سید احمد سعید کاظمی غفرلہ 9 اگست 1969ء

(۲۸)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی جن وانس و ملائکہ سے افضل صدیقِ اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں (دینِ مصطفیٰ صفحہ ۱۶۲)۔

(۲۹)۔ حضرت ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: واضح رہے کہ خلیفۂ رسول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اتقیٰ، اکرم، اعظم درجۃ، ارحم، افضل الامۃ، اَعلم، اعلم بالسنۃ، اشجع جیسے اسمِ تفضیل کے صیغوں سے ملقب ہیں (سرمایہ ملت کا نگہبان صفحہ ۱۶۳)۔

(۳۰)۔ حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تمام صحابہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ علم اور فضل والے تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

(۳۱)۔ عشقِ رسول اور خدمت کا میدان ہو یا فنافی الرسول کے مرتبہ کی بات چلے، جہاد اور ختمِ نبوت کا معرکہ ہو یا افضلیت و اعلمیت کی بحث ہو، صدیق کے بغیر قدم نہیں اٹھتا۔

قرآنی اشاروں میں، احادیث کی تصریحات میں، فقہ کی کتابوں کے اندر امامت کے ابواب میں، عقائد کی ہر ہر کتاب میں، صوفیاء کی کتابوں میں التعرف سے لیکر سیف الملوک تک، دیوانِ قلندر سے لیکر شاہ جورسالو تک، قدیم مجددینِ ملت رضی اللہ عنہم سے لیکر جدید محققین تک کی کتب میں چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو بالترتیب بیان کیا جا رہا ہے، حتیٰ کہ جمعہ کے خطبوں میں خَیۡرُ الۡخَلَائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَآءِ اَبُوۡبَکۡرِ الصِّدِّیۡق کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ ہر منصف مزاج اور تحقیق شعار کو ماننا پڑتا ہے:

نعرۂ صدیقی یا صدیقِ اکبر نعرۂ فاروقی یا فاروقِ اعظم
نعرۂ عثمانی یا عثمانِ غنی نعرۂ حیدری یا علی

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ

☆......☆......☆